اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

نمبر (۳۹) مطبوعہ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۸ء بروز جمعہ جلد (۲)

ایڈیٹوریل نوٹس

گذشتہ سال کی پولیس کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہی کہ پنجاب میں جرایم قتل کی وارداتوں کی ترقی ہوتی جاتی ہی ۱۸۶۱ء سے لیکر جب سے کہ سررشتہ پولیس باضابطہ قایم کیا گیا ہی اس سنگین جرم کی ترقی برابر جاری ہی اور ۱۸۹۷ء میں یہاں تک وارداتوں کی ترقی ہو گئی ہی کہ جیسی عرصہ ۳۷ سال سے کبھی بھی نہیں ہوئی تھی۔ ہم کو یہہ بات معلوم کرکے خوشی ہوئی ہی کہ سررشتہ پولیس خود اس خرابی کو محسوس کر رہا ہی اور سررشتہ نے ہندوستان کے تجربہ کار دیسی افسروں اور شرفا سے ان وارداتوں کی ترقی کے اسباب دریافت کئے ہیں جن سے ہم کو یقین ہوتا ہی کہ آیندہ پولیس اُن تجربہ کار صاحبوں کے تجربے سے فائدہ اُٹھا کر اس قسم کی سنگین وارداتوں کے روکنے میں کامیاب ہوگی ۔

جہاں زندگی ہی وہاں حرکت کا ہونا ضروری ہی

اسی طرح سے جہاں رُوحانی زندگی ہی وہاں اُس زندگی کا اظہار ہونا بھی ضروری ہی یوروپ اور امریکہ میں جہاں مسیحی زندگی لوگوں میں کثرت کے ساتھ پائی جاتی ہی وہاں کے حالات کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ کس طرح سے وہ لوگ مختلف طرح سے بُرائی کو مٹانے دوکھیوں کے دُکھوں کے دور کرنے اور طرح طرح کے نیک کام کرنے سے اس زندگی کو ظاہر کرتے ہیں وہ لوگ اس قسم کے کام نہ صرف اپنے ملک میں ہی کرتے ہیں بلکہ اپنے روپے دیکر اور اپنے آدمی بھیجکر دوسرے ملکوں میں بھی اس قسم کے کام کرواتے ہیں ہم کو یہہ بات معلوم کرکے بڑی خوشی ہوئی ہی کہ بنگلور میں ڈاکخانہ کے ملازموں میں کام کرنے کے لئے ایک خاص مبشر مقرر کیا گیا ہی۔ لنڈن کی پوسٹل اور ٹیلیگراف ایسوسی ایشن اُس کا خرچ ادا کریگی۔ مس ٹریل صاحبہ جو سیلون اور ہندوستان کے جنرل مشن سے تعلق رکھتی ہیں اُس کام کی نگرانی کرینگی۔ مبشر پوسٹ آفس کا سابق ملازم تھا کہ جواب پنشن پا رہا ہی وہ دیندار مسیحی ہی اور چار زبانیں جانتا ہی

اِنڈیا سنڈے سکول یونین کی طرف سے اکتوبر کی ۱۶ و ۱۷ تاریخ سنڈے سکول کے لئے عالمگیر دعا کے دن مقرر کئے گئے ہیں۔ ہمیں یقین ہی کہ پنجاب کے کل سنڈے سکولوں میں وہ روز خاص کر دعا کے لئے مانے جاوینگے۔ اور سپرنٹنڈنٹ اور اُستاد بھی دُعا کرینگے کہ خداوند اپنی بڑی برکت اِس موقعے پر نازل فرماوے۔

بہت سے مسیحی اپنی تسلی کو کھو بیٹھتے ہیں اور اُنکی زندگی رایگان جاتی ہی اس لئے کہ وہ چھوٹے چھوٹے کام کرنا نہیں چاہتے ہیں وہ اگر دعا کو نہایت فصاحت و بلاغت سے مؤثر طور پر نہیں مانگ سکتے تو بالکل دعا ہی نہیں مانگتے چونکہ وہ بڑے کام نہیں کر سکتے اس لئے وہ کچھ بھی نہیں کرنا چاہتے۔ اُن کا خیال ہی کہ یا تو وہ اعلیٰ درجے کی چوکی پر بیٹھیں ورنہ وہ بیٹھیں گے ہی نہیں۔ اُنکو خیال کر لینا چاہئے کہ اگر وہ چھوٹے چھوٹے کام کرنیکو راضی نہیں ہیں تو وہ کبھی بڑے کام نہیں کر سکیں گے اُنہیں چاہئے کہ وہ تھوڑے میں ایماندار ہوں ورنہ وہ بڑے کاموں میں کبھی

نور افشاں

پادری۔ اے۔ ایچ۔ یوئنگ صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایڈیٹر
پادری۔ ایچ۔ گولکناتھ صاحب۔ پادری غلام مسیح صاحب اسسٹنٹ
پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے۔ پادری پی۔ سی۔ اوپل صاحب ایڈیٹرز

بنگال میں مذہبی میلان یا رجحان

از تصنیف پروفیسر این۔ جی اگرجی

اِس مضمون کے آغاز میں ناظرین کی خدمت میں عرض یہہ ہو کہ اخباروں میں شاذ کبھی نظر سے گذرتا ہو کہ وہ کسی مضمون کی صحیح فوٹو اُتارتے ہوں۔ بعض امور جو تواریخ کے صفحوں میں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتے اخباروں میں اُن پر کالم کے کالم سیاہ کئے جاتے ہیں۔ اور وہ واقعات جو تواریخ کے صفحوں میں بطور یادگار کے درج کئے جاتے ہیں اخباروں میں اُن کا ذکر تک نہیں ہوتا۔ اخبارات شل ناولس کے عجیب و نادر واقعات کا ذکر کرتے ہیں لیکن معمولی واقعات سے درگذر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر لندن اخبار کو لیجئے یا دلو کو جوش دلانے والی ناولس کو دیکھئے تو آپ کو یہہ خیال گذریگا کہ انگلستان میں جرایم و دغابازی کا ذکر تک نہیں ملتا۔ مجھے اِس بات پر بہت ہی حیرت ہوئی کہ اِنگلستان میں جرایم بہت ہی کم وقوع میں آتے ہیں اور دغابازی یہاں تک شاذ ہو کہ ریلوے کمپنی اسباب کے لئے رسید تک نہیں دیتی جو یوروپ کے براعظم میں رایج ہو جیسا کہ ہندوستان میں بھی۔ اور نیز انگلستان میں وٹیلیو پے ایبل پارسل بھیجنے کا طریقہ نہیں ہو۔ اور اگر کوئی شخص لندن میں کسی دوکاندار کو ایک جوڑے کپڑے یا کسی اور چیز کیلئے حکم بھیجتا ہو اور وہاں سے کسی اور جگہہ چلا جاتا ہو تو اُس کو اپنے حکم کی تعمیل میں کسی طرح کا شک نہیں رہتا اور نہ پارسل اُس شخص کے پاس ویلیو پے ایبل کے طریقہ پر آتا ہو۔ جب تک میں لندن میں رہا۔ میں اپنے فالتو روپیہ کو کُھلی ہوئی دراز میں رکھتا رہا اور کبھی ایک پیسہ بھی گم نہ ہوا۔ اِس میں بھی شک نہیں کہ کبھی کبھی دغابازی اور چوری کے جرایم وقوع میں آتے رہتے ہیں ورنہ اخباروں میں اُن کے نوٹس کیوں دئے جاتے۔ مگر حقیقت یہہ ہو کہ ایسے امور کا تجربہ کبھی کبھی شاذ کسی کو ہو جاتا ہو۔ اِسی طور پر اگر کوئی شخص اخباروں کو پڑھکر بنگال میں ہندو مذہب کے ریوایول (Revival) کی نسبت فیصلہ کرے تو غالباً یہہ خیال کریگا کہ بنگالی صاحبان اپنے مذہب کی طرف پھر رجوع لاتے جاتے ہیں جس کو کہ تقریباً اُنہوں نے کھو دیا ہو۔ لیکن حقیقت یہہ ہو کہ یہہ ریوایول (مذہبی بحالی) بہت ہی محدود سے چند لوگوں کے درمیان پائی جاتی ہو۔ حتیٰ کہ اِن لوگوں کے درمیان بھی یہہ ریوایول محض اخباری و زبانی ہی ہو۔ لیکن ہندوؤں کے کام و اعمال کی حقیقی ریوایول نہیں ہو۔ سچے و پکے ہندو تو اِس دینی ریوایول کو بنگالی ہندوؤں کے درمیان ہرگز یقین نہیں کرتے۔ اِس کام کیلئے بنگالی ہندوؤں کا مشہور و معروف آلہ ہندو تبرکہ نامی اخبار ہو۔ اِس میں مئی ۹۸ء کے آخری پرچہ میں ایک نامہ نگار صاحب (مسٹی برجندر ناتھ اسحر بہرتا و دیا بحو) ہندو مذہب کی تباہی و بربادی پر یوں ماتم کرتے ہیں اور اُس کے زوال کا سبب ویدوں سے غافل رہنا اور پرانوں کی عزت کرنے سے منسوب کرتے ہیں "جب کسی گھر میں آگ لگ جاتی ہو تو تھوڑے عرصہ تک یہہ سلگتا رہتا ہو اور پھر جلکر خاک سیاہ ہو جاتا ہو اور اگر تیز ہوا چلتی ہو تو کون آگ کے شعلوں کو بُجھا سکتا ہو۔ ایسی آگ سے کوئی چیز نہیں بچتی۔ شاستر ہمارے پوتر دھرم کے لئے مانند گھر کے ہیں اور اُن میں اِنقلاب کی آگ لگ چکی ہو۔ اور جس حال کہ بعض اُس کے بجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن جس طور سے کہ وہ جل رہی ہیں اور تُند ہوا چل رہی ہو اور جال جو اُن کے لئے بچھائے گئے ہیں اور آدمیوں کی کمی اِن ساری باتوں سے ہماری کامیابی کی بابت مایوسی نظر آتی ہو۔ لیکن اگر ہم سخت کوشش کریں تو شاید چند جلے ہوئے بانسوں کے ٹکڑے ہمارے ہاتھ آجاویں۔ اِس آگ کو لگے ہوئے زمانہ گذر چکا ہو۔ یہہ اُس وقت لگنی شروع ہوئی جب پرانوں کا آسان طریقہ رہنمائی کے طور پر ایجاد کیا گیا۔ اُن ایام میں مہاتما لوگ تھے جنہوں نے اپنی الہٰی آنکھوں سے مذہب کے زوال کو دیکھا اور اُس کے زوال کو یقینی طور پر جانکر اِس طور پر لکھ گئے کہ جب وید کے عالم دنیا میں کم ہو جاینگے تو گیا نوان اِس بات کو سمجھ لیں کہ کلجگ کا دَور دورہ شروع ہوگا"۔ ملک بنگال میں بنگالی زبان کی تعلیم کثرت سے پھیلتی جاتی ہو پر محض ادھوری ہو۔ گذشتہ چند برسوں کے اندر عوام الناس میں سے جو پڑھے ہوئے لوگ تھے وہ راماین و مہابھارت پڑھ سکتے تھے۔ اور اب عوام میں سے بہت پڑھے ہوئے اشخاص ہیں اور لٹریچر جو اُن کی نگاہ سے گذرتا ہو خصوص بنگالی زبان کے اخبارات ہیں۔ یہاں تک کہ کاشتکار بھی اخبارات پڑھتے ہیں۔ لیکن یہہ اخبار اِس طور سے لکھے جاتے ہیں کہ ٹھٹھہ بازی و ظرافت کو تحریک کرتے ہیں اور اکثر اوقات بُری خواہشوں کو اُبھارتے ہیں۔ اِن اخباروں کا مقصود یہہ ہو کہ وہ عوام میں زیادہ اجر اور شہرت حاصل کریں نہ کہ اُن کی تعلیم و ترقی کو بڑھاویں اور اُن عوام لوگوں کی تعریف حاصل کرنیکا سستا طریقہ یہہ ہو کہ اُن کے دلوں کو ظرافت میں لگاویں۔ ہندوؤں کے دیوی دیوتوں اور پروہتوں پر ٹھٹھہ کرکے اُن کی خو

گت بنائی جاتی ہے۔ جس طرح سے کہ انگریز حکام اور اُن کے طریق حکومت کا خاکہ اُڑایا جاتا ہے۔ اُن دیسی اخباروں میں پولٹیکل معاملات کی نسبت ایک حرف بھی نہیں ملتا۔ اور وہ کانگریس اور گورنمنٹ دونوں پر قہقہہ مارتے ہیں۔ اِن اخباروں کے ایڈیٹر کہلانے کو تو ہندو ہیں لیکن اُن کے مضامین و تحاریر ہندو مذہب کی ایسی بیخ کنی کرتے ہیں جس طرح سے کہ دیگر مذاہب کے۔ اِس قسم کے لٹریچر نے جہاں تک کہ عوام میں پھیل چکا ہے اُن کے دلوں میں عام بیدینی اور بے غیرتی پھیلا دی ہے۔ مذہب کو ذلیل و خوار کرنا اور رِشیوں اور بزرگوں کو بے عزت کرنا۔ اِس جاہلانہ لٹریچر کی بدولت جس کا رواج بنگال میں آج کل بکثرت موجود ہے۔ ہندو مذہب کی بیخ کنی یقینی طور پر ہو رہی ہے۔ گو آہستہ آہستہ اس کا اثر ہو رہا ہے۔ مذاق و ٹھٹھہ بازی کا برتاؤ پاک باتوں کی نسبت شیطان کا نہایت ہی آزمودہ و تیز ہتیار ہے جس کو وہ اپنے مقصد کے بر لانے کے لئے کام میں لاتا ہے۔ جب ہم عام طور پر بنگالی صاحبوں کا مذہبی میلان دریافت کرنا چاہتے ہیں تو چاہئے کہ اِس عملی خوراک کو ہم اپنی زیر نظر رکھیں جس سے اُن کی روحیں پرورش پا رہی ہیں۔ ہم مسیحی لوگ بنگال کے مذہبی عقیدہ کی موجودہ حالت کو نہایت غور و فکر کے ساتھ دیکھ رہے ہیں۔ ہم کو نہ صرف نو تعلیم یافتہ صاحبان بلکہ عام اور پرانے پنڈت ملتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے مذہبی ایمان کو کھو دیا ہے اور جس سے اُن کا تعلق صرف برائے نام رہ گیا ہے گو کبھی کبھی جوش میں آ کر اُس کی تائید بھی کرتے ہیں۔ ہندو مذہب کی اصلاح کے لئے جو کوششیں کی جاتی ہیں وہ محض کھوکھلی ہیں۔ اگرچہ بہت لوگ مسیحی نہیں ہو جاتے پر تاہم برہمو مذہب کا دیوالہ نکل گیا۔ تھیاسفی کا بھی یہی حال ہے۔ سوامی ویویکانند کی سرگرم اسپیچوں کا بنگال کی بنجر زمین پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور مذہبی اصلاح کرنے والوں پر لوگ شک و شبہہ سے دیکھنے لگے۔ بُرے مقصد و ارادہ اُن کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ امر واقعی یہہ ہے کہ لوگ ایسے ایسے بہادروں کیشب چندر سین۔ اور مبیوشنگی۔ کی نسبت مایوس ہو چکے ہیں۔ جن پر ایک وقت میں اُنہوں نے بھروسہ کیا اور سمجھا کہ اُن کے وسیلہ سے قوم کو نجات اور تسکین ملیگی۔ بنگال میں مذہب حقیقی کی نسبت افسوسناک نظارہ چہار طرف سے نظر آتا ہے اور اُس کے عوض میں کوئی بہتر اور مضبوط بنیاد بجز خود ستائی کے اصول کے پائی نہیں جاتی۔ گذشتہ زمانوں میں ہمارے بزرگوں نے کوئے اور تالاب کھودے۔ درخت لگائے۔ مسافرخانہ و خیرات خانہ بنوائے۔ اور اَور بھی اسی قسم کے کام لوگوں کی بھلائی کے لئے کئے۔ مگر یہہ سب کام مذہب کی خاطر کئے۔ پر ہم اُن کے نالایق فرزند یہہ سب نیک کام اس شرط پر کرنے کو راضی ہیں کہ اگر ہمارے نام نامی سرکاری اخباروں میں درج کئے جائیں ممکن ہے کہ یہہ کہا جائے کہ اس میں ذرا بھی ہرج نہیں کہ لوگ کس نیت و مقصد سے اپنا روپیہ اپنے ہم جنسوں کے فائدہ کے لئے صرف کرتے ہیں۔ جب تک کہ روپیہ عام فائدہ کے لئے صرف ہوتا ہے اور اُس سے فائدہ قرار واقعی پہنچتا ہے اس دلیل میں ضرور کچھ زور ہوتا اگر خود ستائی کی نیت و ارادہ میں نیکی و بھلائی کی وہی قدرت و زور پایا جاتا جیسا کہ مذہبی ارادہ و نیت میں ہے۔ سب سے بڑے و اچھے کام مردانگی کے۔ بلند و خوبصورت عمارتیں۔ و نہایت اعلیٰ درجہ کی تیز سنگ تراشی و نقاشی راگ و اشعار۔ و نہایت بڑے و وسیع مدرسہ تعلیم کے۔ و خیرات خانہ و مسافرخانہ جو آج ہر ملک میں موجود ہیں۔ وہ خود غرضی و خودستائی کی نیت سے کچھ کام کرنا چاہتے ہیں خواہ فرداً فرداً یا قوم بنکر تو بہت ہی تھوڑا کام اس دنیا میں کر سکتے ہیں۔ ہم اور لوگوں سے اپنے پر بھروسہ و اعتبار رکھنے کی اُمید نہیں کر سکتے اگر اُن کو معلوم ہو کہ کسی کام کے انجام دینے میں ہمارا اصول نیت خودستائی ہے اور نہ ہم اس امر کی شکایت کر سکتے ہیں جب کہ دیگر اقوام ہماری نسبت اِس حالت میں یہہ رائے قایم کریں کہ ہم انسانیت کی میزان میں بجائے ترقی کے تنزل پر ہیں جو کچھ کہ ہم ہندو اور محمدی اور عیسائی مذہبی طریقوں میں زیادہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ تقریباً مذہبی خیال پر مبنی ہے۔ لیکن اگر ہم فرداً فرداً اور قوم بنکر یہہ ارادہ کریں کہ ہم بغیر مذہب کے اس کام کو کریں تو ضرور ہم اپنا اور قوم کا بہت بڑا نقصان کرینگے۔ باقی آئندہ

مراسلات

ولائتی مشنری اور دیسی کلیسیا

ترجمہ چٹھی ڈاکٹر پینل صاحب

آج کل فنڈ کی کمی اور تخفیف تنخواہ کے بارے میں ایسی چٹھیاں اور دیگر واقعات ایسے پیش آئے کہ اصلاح کرنیکی افواہیں کثرت سے اُڑنے لگیں۔ پس چند خیالات جو میں نے پانچسال کے تجربہ اور لوگوں کے طریق معاشرت سے معلوم کئے ہیں ظاہر کرنا بیموقع نہ ہوگا گو اس سے کچھ اَور فایدہ نہ ہو مگر اتنا تو ضرور ہے کہ مشنری صاحبان جواب دینے کا موقع پائیں گے۔ پنجاب کی ہندوستانی کلیسیا کا اصل حال معلوم کرنا میرے لئے گویا ایک میٹھی نیند سے جاگ اُٹھنا تھا۔ نومریدجن کی بابت مجھے امید تھی کہ وہ اپنی پہلی محبت سے اور لوگوں کو بھی مسیح کی روشنی میں لانیکی کوشش کریں گے ثابت ہوا کہ دل میں یہہ حساب لگا رہے ہیں کہ پادری صاحب اس یا اُس دینی خدمت کے لئے کیا کچھ دیں گے یا انجیل کی

منادی کرنے سے مجھے کیا کچھ دنیوی ترقی یا فائدے پہنچیں اور بجائے اِس کے کہ "چھوٹے بچو ایک دوسرے سے پیار کرو" گھر کے جھگڑے حسد بعض چغلی پائی جاتی ہے۔ اِن سب باتوں کے علاوہ بہت باتیں ہمت دلانے والی ہیں اصل کام پھر بھی ہوئے جاتا ہے گو ہم اُس پانی کی طرح اُس کو نہ دیکھ سکیں جس پر جھاگ کثرت سے ہو جس طرح ہمیشہ ہوتا ہے کہ بیج پوشیدہ و پنہاں بڑھتا رہتا ہے اِسی طرح آنکھوں سے اوجھل بہت سے کام ہوتے ہیں جن کا بیان پادریوں کی رپورٹوں میں نہیں ہے۔ مسیحی مذہب میں ایک ایسی زندہ قوت ہے کہ جس سے ہم ہمت نہیں ہار سکتے گو کہ ترقی بہت کم نظر آتی ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ آخر صداقت کامیاب ہوگی اور مُردہ رسموں کی اُٹی ہوئی مدت سے خشک شدہ رکاوٹ کی نہریں رفتہ رفتہ زندہ پانی سے شاداب اور سرسبز ہونگی بشرطیکہ ہم صداقت کو ہاتھ سے نہ دیں اور اُس کو پیش کرنے میں نہ چوکیں یہہ ہمارا فرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اِس بات کا حقیقی سبب دریافت کریں کہ دیسی کلیسیا میں حد درجہ ریاکاری اور دنیا پرستی کہاں سے آگھسی ہے پھر ہم سب حتی المقدور اپنے طریقوں کی اِس قدر اصلاح کریں کہ کم سے کم ہم خود اِس کے باعث نہ ٹھہریں۔ سب سے بڑی کل مالی تعلقات کی ہے جو اکثر مشنری اور اُن کے مریدوں اور دیگر ہندوستانی مسیحیوں کے درمیان ہے۔ مشنری نہ فقط روحانی اصلاح کار اور رہنما ہے بلکہ ساتھ ہی اُن کی ماہواری تنخواہ دینے والا ہے اور اُس کی خوشنودی مزاج پر اُن کی دنیوی بہبودی اور ترقی کا مدار رہتا ہے۔ اِس طور سے میں نے دیکھا ہے کہ مشن احاطہ جس کے ساتھ میرا بہت گہرا تعلق تھا بالکل ریاکاری اور چغلخوری اور خوشامد پرستی کا گھر بنگیا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہہ ہوا کہ جب کوئی نیا متلاشی آتا ہے خواہ اُس کا حقیقی مقصد کیسا ہی پاک صاف کیوں نہ ہو خواہ دنیوی فوائد اور مشن

کی نوکری کی طمع اُسے دلائی جاتی ہے۔ اِس طور سے مسیحی تعلیم اور دنیوی مقاصد اور حرص کے لئے پردہ بنجاتا ہے اور مشنری گو بلا ارادہ مگر توبھی پیچ پیچ اور قابل الزام طور پر اِس سب کا باعث ہے۔ ایک متلاشی جو مسیحی ہو کر فوراً مشن کا وظیفہ خوار ہو جاتا ہے اِس سے غیر اقوام کی نظر میں اُس کی صلیب برداری کی محبت کا ثبوت بہت کم باقی بچتا ہے۔ تنخواہ دار مناد جو اِس لیاقت کا آدمی ہے کہ اگر مشن اُس کو نکالدے تو آدھی تنخواہ بھی اُس کو دوسری جگہہ نہیں ملیگی مشن کے لئے بے عزتی کا سبب ہے اور جب وہ بازار میں منادی کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو ایک سست اور بے اصول آدمی کے لئے جس کے نزدیک مذہب نقط ایک روٹی کمانے کا وسیلہ ہے ایک کشش کا باعث ہے لیکن ساتھ ہی اِس کے ایک دیندار اور ایک نیک ہندو مسلمان کے لئے ایک اشارہ ہے کہ وہ ایسے مذہب سے جس کا کہ وہ نمونہ ہے دور دور بھاگیں۔ یہہ شیطان کی بڑی حکمت ہے کہ ہم مشن کے روپیوں سے ایسے آدمیوں کی پرورش کریں جو بدمعاش اور ریاکاروں کو کلیسیا میں لاویں اور حق کے طالبوں کو اُس سے دور رکھیں۔ جب تک مشن ایسے لوگوں کو مسیحی خدمت کے لئے لگائیگا جن کو اور جگہہ بہت کم تنخواہ ملے تب تک یہہ الزام اُن سے دور نہ ہوگا۔ کم سے کم مشنری سوسائٹی کے نقصوں کے بارہ میں جو کہا جا سکتا ہے وہ یہہ ہے کہ خداوند کے روپیہ کو بدمعاشوں اور ریاکاروں کے بڑھانے میں استعمال نہ کرنا چاہئے۔ ایسے لوگوں کا مسیحی مذہب میں ہونا بت پرستی سے بدتر ہے + دوسری مشکل یہہ ہے کہ مشنری اور اُن لوگوں کے درمیان جن میں وہ کام کرتا ہے بڑی دیوار ہے جس کے سبب سے بہت کچھ باہمی غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور اگر وہ دیوار نہ ہووے تو بہت کچھ ترقی اور نیک نیتی کو رونق ہو۔ مشنری صاحب اپنے

سجے ہوئے بنگلہ آرام چوکی پر پاؤں پسارے مزہ سے پڑھ رہے ہیں اور ہر ایک بیچارہ متلاشی میلے کچیلے چیتھڑے پہنے ہوئے ڈرتا ڈرتا مسلمان بہرہ کے وسیلہ سے اُن کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ اب دیکھو کہ اِن دونوں میں ہمدردی کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ جب متلاشی یہہ حال دیکھتا ہے تو بجائے ہمدردی کے تفاوت کو آسانی سے تاڑ جاتا ہے۔ شاید کوئی کہے کہ دیسی اور یورپین میں بہت فاصلہ ہے جس کے دور کرنے کی امید بالکل ناممکن ہے مگر خواہ کتنا ہی بڑا فاصلہ کیوں نہ ہو یہہ ہمارا فرض ہے کہ جہاں تک ہم سے ہو سکے کوشش کر کر اِس خوف کو کم کریں اور ہم مشنریوں کو قومی یا سوشیل یا کسی اَور طرح کے خیالات اِس امر سے باز نہ رکھیں کہ ہم ہر طرح سے کوشش کر کے جہاں تک ممکن ہو اپنے ہندوستانی بھائی بہنوں سے ملے جلے رہیں۔ یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ انگریزی سوسائٹی میں یہہ خیال گھسا ہوا ہے کہ (کالے اور گورے) کی تمیز کو قایم رکھنا چاہئے اور ہر موقع پر ہندوستانیوں کی پستی پر زور دینا چاہئے اور مشنری بھی انگلو انڈین سوسائٹی کے کچھ نہ کچھ ممبر سمجھے جاتے ہیں مگر اُن کے لئے اِس مسئلہ کو قبول کرنا ہندوستان میں کامیابی کا سخت مخالف ہے چرچ مشنری سوسائٹی کے ہدایت نامہ میں صفحہ ۱۲ میں یہہ لکھا ہے کہ جو مشنری لوگوں پر اپنی تاثیر ڈالنے اور مسیح کے لئے روحوں کو جیتنا چاہتا ہے تو اُس کے لئے لازم ہے کہ اُن لوگوں کے ساتھ جن میں وہ محنت کرتا ہے بالکل ایک ہو جائے لیکن ہم اکثر بنگلوں میں رہتے اور ہر طرح کی مشکلات اور رکاوٹیں پیدا کر لیتے ہیں جس سے عوام الناس کے ساتھ میل جول رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایک نہایت تجربہ کار مسیحی کارندے سے جب یہہ پوچھا گیا کہ عام لوگوں تک رسائی پانے کے لئے کیا کرنا چاہئے تو اُس نے جواب دیا۔ جا اور

اُن کے درمیان رہ لیکن صحبت اور دیگر بہانے اِس امر کے خلاف اکثر پیش کئے جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ ہم سب سے جُدا اور الگ رہنا شروع کر دیتے ہیں۔ مسیحی خصلت کا اعلیٰ نمونہ اور تعلیم سب کچھ موجود ہے اِس جُدائی اور علیحدگی نے سب کچھ بے پھل کر دیا۔ تمام چیزیں میرے لئے جائز ہیں لیکن مفید نہیں یہہ مشنری کی زندگی میں ہر روز عملدرآمد ہونا چاہئے اور اگر مشنری کی طرز معاشرت اور کوٹھیاں اور گاڑی گھوڑے اِس طرز کے ہیں کہ متلاشی اور ہندوستانی مسیحیوں کو لالچ کی طرف رغبت دیتی ہیں تو اُن کے لئے اِس زبردست مسئلہ کا جواب دینا بڑا مشکل ہو جائیگا کہ کہاں تک وہ خود اِس چاپلوسی اور ریاکاری کا جو مسیحی مذہب میں جس کا وہ پھیلانے والا ہے گھُسی ہے ذمہ وار ہے۔ ہم اِس بات کے تو بڑے فکرمند ہیں کہ ہماری مقدس کتابیں اُن لوگوں کی زبان میں جن کے درمیان ہم کام کرتے ہیں عام فہم عبارت میں ترجمہ ہو جائیں لیکن اکثر ہماری زندگی ایک اجنبی حروف میں لکھی ہوتی ہے جس کو کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ تاہم یقیناً یہہ ایسا ضروری ہے کہ لوگ ہمارے مسیحی چال چلن سے بخوبی واقف ہوں جیسا کہ ہماری تعلیم اور نصیحت سے اور اگر اِس چال چلن کے ترجمہ کے لئے یہہ ضروری ہو کہ ہمیں اپنے طریق معاشرت کے پیمانہ کو ذرا نیچا کرنا پڑے اور چند جائز آسائشوں کو ترک کرنا پڑے تو ہم کو ایسا کرنا چاہئے اور اِس پر غور و فکر کرنا ہمارا فرض ہے۔

ہمارے کام میں یہہ ایک بڑی مشکل ہے کہ تھوڑے لوگ پڑھنا جانتے ہیں اور اُن میں سے بہت کم مسیحی کتابوں کے پڑھنے کے خواہشمند ہیں۔ کاش ہم اپنی زندگیوں کا ترجمہ ہندوستانی حروف میں اِس طرح کر سکیں کہ ہم خود ایک زندہ خط ہو جائیں جس کو سب لوگ پڑھ سکیں موجودہ زمانہ میں فی الحقیقت اکثر مفصلہ ذیل باتیں ہیں جو ایک آدمی کو مسیحی ہونے سے روکتی ہیں۔ متلاشی کے وظیفہ پر پڑا رہنا۔ ریاکاری سے نفرت۔ چاپلوسی کی لیاقت کا نہ ہونا۔ نیز ایک قسم کی حب الوطنی اُن کے دل پر چوٹ لگاتی ہے کیونکہ کئی مغربی رسمیں اور سوشیل روائتیں مسیحی مذہب کے ایک جز کے طور پر پیش کی جاتی ہیں۔ علاوہ اِس کے بہت سی نفرت انگیز وہ باتیں بھی ہیں جو اُن لوگوں میں پائی جاتی ہیں جن میں مشنری لوگ کام کرتے ہیں اور اُن باتوں کو پسند کرتے ہیں مثلاً غلامی کی روح۔ بغیر غور کرنے کے ہاں میں ہاں ملانا۔ چاپلوسی جو اُن کو ہر طرح کا کام کرنے کے لئے تیار کر دیتی ہے اور مشنری کی ہر ایک بات ماننے کے لئے جس سے کہ وہ تنخواہ پاتے ہیں آمادہ کر دیتی ہے۔

مزید براں ایک متلاشی جو اپنے لوگوں اور مذہب کو بُرا بھلا کہنا شروع کرتا ہے وہ حقیقت میں اپنی صداقت کو پورے پورے طور پر ظاہر نہیں کرتا اور یہی طریقہ اکثر کیٹی کِسٹ اپنی منادی میں دکھلاتے ہیں۔ اُن کو روحوں کو تبدیل کرنے کا اِس قدر فکر نہیں ہے جتنا اُن مشنریوں کو خوش کرنے کا جن سے وہ تنخواہ پاتے ہیں۔

ہماری کامیابی کی اُمید زیادہ تر اُن چند مسیحیوں پر مبنی نہیں ہے جو ہندو و مسلمانوں سے نکل آئے ہیں بلکہ ہندو و مسلمان سوسائٹیوں پر۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اُن کے اندر خیالات اور عادات کی تبدیلی برابر جاری ہے وہ قدیمی اخلاق اور مذہب سے بیزار ہوتے جاتے ہیں اور یہہ رغبت پائی جاتی ہے کہ خود اُنہیں کے درمیان سے ایسے مصلح اُٹھیں گے جو مسیحیت کی روح سے بھرپور ہونگے اور زمانہ کے نشان بھی اِس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ مسیحی مذہب کی طرف ایک عالمگیر تحریک لوگوں کے درمیان پیدا ہوگی جو اِن بہت سی بیہودہ رنگ آمیزیوں سے جس میں مشنری لوگ مسیحی مذہب کو رنگنے کے عادی ہیں پاک ہوگی۔ اِس تحریک کا بانی مشنریوں کے غلاموں اور مشن کمپونڈ کے رہنے والوں سے نہیں ہوگا بلکہ خود لوگوں کے درمیان سے کوئی اصول اُٹھ کھڑا ہوگا۔ مشن اسکولوں سے بہت بیش قیمت فائدے ہیں۔ بُت پرستی کے بڑے ٹیلوں کا ہموار کرنا اور بے حس و حرکت کو ہمیشہ کے لئے متحرک کرنا اسی کا کام ہے یہہ وہ نتائج پیدا کرتا ہے جو اُن لوگوں پر جو کہ بپتسموں ہی پر اپنے کام کی ترقی کا مدار سمجھتے ہیں اکثر ظاہر نہیں ہوتے۔ گو کہ ایک یقینی اور عالمگیر حرکت مسیحی مذہب کی طرف زمانہ حال سوشیل انقلاب کی مانند ہو رہی ہے۔ بپتسموں اور طالبانِ حق کی بڑی بڑی فہرستوں کی خواہش موجودہ مشنوں میں بڑی خرابی پیدا کر رہی ہے۔ جب کہ مناد خالص منادی سے ناکامیاب ہوتے ہیں تو اَور لوگوں کو شہ دیکر مسیحی مذہب میں لے آتے ہیں۔ اِنگلستان کے لوگوں کو جب بپتسمہ اور نو مریدوں کے چند ناموں کی فہرست ملتی ہے تو وہ بجائے ہمدرد ہونے کے کاموں کی نکتہ چینی کرتے ہیں مگر مشنری اکثر اصلی مسیحیت کو زیادہ پھیلاتے ہیں جب کہ بپتسمہ کے دینے سے انکار کرتے ہیں۔ وہ ایک بڑی خوشی کا دن ہوگا جبکہ حامیانِ انگلستان اِس بات کو سیکھ لیں گے کہ ایک نئے ملک میں بپتسموں کی فہرست مسیحی مذہب کی ترقی کا ایک اصلی پیمانہ نہیں ہے۔ یہہ ایک ایسا کام ہے جس میں بُت پرستی کے دور کرنے کے لئے مسیحی نمونہ کی ضرورت ہے نہ کہ ایسا کام جو کسی دنیوی قاعدے کے مطابق ہووے۔ تب ہم امید کر سکتے ہیں کہ مشنری صاحبان رجسٹر کی زیب و زینت کی کم پروا کریں گے اور بُت پرستی کی تاریکی میں مسیحی زندگی اور نمونہ کو زیادہ سرگرمی سے پھیلائیں گے۔ اِن سے بڑھکر یہہ ایک ایسا کام ہے جس میں صبر اور چند روزہ قائم رہنے والے پودوں کی پروا نہ کرنے کی ضرورت ہے بلکہ کامل امید کریں کہ ہندوستان



میں پھول کھلے ہوئے ہیں جو دیر تک قایم رہیں گے اگرچہ وہ مغرب کے لوگوں کو نکمّے اور ناپسند معلوم ہوتے ہیں لیکن وہ خدا کی روح کے لگائے ہوئے ہیں اور ہندوستان ہی کی پیداوار ہیں۔ اگرچہ ہم کو بار بار بشپ صاحب نے یاد دلایا ہو کہ ہر ایک نئے طبقہ میں چرچ آف انگلینڈ کا قایم کرنا مقصود نہیں ہو تاہم یہی ایک خاص کام ہو جسے بہت سے کارندے اپنا بڑا مقصد سمجھتے ہیں اور اسی طرح سے حقیقی اور اصلی مسیحیت کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ خواہ مسلمان کیسے ہی کیوں نہ ہوں مگر اُن میں خدا کی بندگی میں خود انکاری کی بڑی صفت پائی جاتی ہو۔ اور وہ ایک بڑے نمازی کی روح رکھتے ہیں اور جب ہم کو یہہ معلوم ہو جائیگا کہ اگر یہہ صفات مسیحی ایمان کی نہروں میں چلائی جائیں اور مسیحی محبت اور اتحاد میں ملبّس کیجائے تب ہم ایک اصلی اور مضبوط مسیحیت کو پائیں گے جو کہ خود مسیح ہی کے نمونہ پر ہو۔ ہندوستان میں مسیحی مذہب کی نہایت خوبصورت شکل دکھائی دیگی بشرطیکہ ہم اپنے آپ کو اس کے سدّ راہ نہ کردیں اور اُس کو خدا کی روح کو مول لینے سے خراب نہ کریں۔ آؤ ہم اپنے مالک کی صبر کے ساتھ پیروی کریں اور اپنی اپنی روح پر قابض ہوں کیونکہ ملک ہندوستان اُس کے لئے ہو نہ ہمارے لئے ۔

تمیز

ہم میں سے ہر ایک اپنے اندر ایک ایسی چیز رکھتا ہو جو اُس کے چال وچلن پر فتوٰی دیتی ہو اور وہ تمیز ہو۔ یہہ وہی چیز ہو جو کہتی ہو کہ فلاں بات درست و واجب ہو اور فلاں غلط ہو۔ آدم اور حوّا خدا کی آواز سُنکر کیوں ڈرے؟ اگر لڑکے اپنے والدین یا اُستاد کو دیکھکر ڈرتے ہیں تو وے کیوں ڈرتے ہیں؟ جواب یہہ ہو کہ انہوں نے حکم عدولی کرکے اپنی تمیز کے خلاف کام کیا۔ اور اگر ہم وہی کام جسے ہماری تمیز پسند کرتی ہو کرتے رہیں تو ہم شاذ و نادر خوف کھائیں گے۔ آؤ ہم سب مفصلہ ذیل کی تین باتوں پر اپنی عبرت کے لئے غور کریں۔

(۱) اُس آدمی کا بیان جو اپنی تمیز کا کہا نہیں مانتا تھا

۱ سلاطین ۲۲: ۱-۳۵

اخیاب ایک بدکار بادشاہ تھا اور وہ بخوبی جانتا تھا کہ میں بد ہوں دیکھو خدا اُس کی بابت ۲۱: ۲۵ آیت میں کیا کہتا ہو۔ اپنے تئیں بیچ دینے سے یہی مُراد ہو کہ وہ جانتا تھا کہ وہ کیا کرتا ہو۔ جیسے منادوں و واعظوں سے لوگ اپنی بدحالت سے آگاہ کئے جاتے ہیں ویسا ہی اخیاب بھی ایک شخص سے آگاہ کیا جاتا تھا اور وہ ایلیاہ تھا۔ ایلیاہ نے اُسے بہت مرتبہ آگاہ کیا جیسا کہ ذیل کے مقاموں میں مذکور ہو (۱ سلاطین ۱۷: ۱ و ۱۸: ۱۷ و ۱۸ و ۲۱ و ۲۱: ۲۰ و ۲۱)

اب ایسے موقعوں پر اُس کی تمیز اُس کو الزام دیتی رہی۔ لیکن ایک اور دوسرا شخص تھا جو ہمیشہ اُس کی تمیز کے برخلاف کہتا تھا اور وہ اُس کی جورو ایزبل تھی دیکھو ۲۱: ۲۵ کو۔ دیکھو اُس نے (ایزبل نے) اخیاب سے نبات کے بارے میں کیسا کام کرایا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ وہ کام بُرا ہو۔ (دیکھو آیات ۷ و ۱۵ و ۱۶)۔ وہ کیسے ڈرگیا جب اُس نے ایلیاہ کو دیکھا (آیت ۲۰) پس ہم اِس سے جان سکتے ہیں کہ اُس نے اکثر دفعہ ملامت اُٹھائی۔ ہم اِس باب میں اُس کے انجام کو دیکھتے ہیں وہ آخری مرتبہ میکایاہ نبی سے آگاہ کیا گیا (آیت ۱۷) جیسا ایک بدکار لڑکا اپنے اُستاد کے دیکھنے سے شرماتا ہو۔ ویسے ہی اخیاب نے میکایاہ کو دیکھنے سے انکار کیا (آیت ۸)۔ کون سی چیز نے اُسے نبی کے حق میں ایسا لکھوایا۔ تمیز نے۔ جس کی وہ کبھی نہیں سُنتا تھا۔ جب میکایاہ اُسے آگاہی دے چکا (آیت ۲۳) تب اخیاب نے کوشش کی کہ وہ بہت مضبوط معلوم ہو مانند اُن بیپرواہ لڑکوں کے جو کہتے ہیں کہ ہم کچھ پرواہ نہیں کرتے اور اسی واسطے اُس نے میکایاہ کو پکڑکر اپنی لڑائی سے واپس آنے تک تنگ حالی کی روٹی اور تنگ حالی کا پانی دینے کا حکم دیا (دیکھو آیت ۲۶ و ۲۷) لیکن اُس نے اپنا بھیس بدلنے سے ظاہر کیا کہ وہ ڈرتا تھا۔ (دیکھو آیت ۳۰) بھیس بدلنا اور دھوکا دینا ایک بیچین تمیز کا پھل ہو۔ آدم نے اپنے آپ کو اُس وقت چھپایا تھا جب اُس نے گناہ کیا تھا اور اپنے آپ کو ننگا پایا تھا (پیدائش ۳: ۱۰) یعقوب نے اپنے بھائی کی برکت لینے کے لئے بھیس بدلا (پیدائش ۲۷: ۱۱ و ۱۲ و ۱۶) پھر دیکھو یربعام کی عورت نے بھیس بدلا (۱ سلاطین ۱۴: ۱ و ۶) پھر سردار کاہنوں اور فریسیوں نے چند جاسوس بھیجے کہ راستبازوں کا بھیس بدلکر خداوند مسیح کی کوئی بات پکڑ پاویں (لوقا ۲۰: ۲۰) اِن سبھوں نے اِس سبب سے بھیس بدلا کہ وہ جانتے تھے کہ ہم غلطی میں ہیں۔ جب لڑکے اپنے والدین سے اور اُستادوں سے چھپنا چاہتے ہیں تو یہہ کام اُن سے کون کراتا ہو؟ یہی مجرم تمیز ہو جو اُن کو اُن سے چھپانا چاہتی ہو۔ اخیاب اپنے بھیس بدلنے سے نہیں بچا بلکہ مارا گیا (آیات ۳۴ و ۳۵) جس کا سبب کہ وہ کیوں نہیں بچا یہی تھا کہ وہ خدا کو دھوکا دینے مانگتا تھا۔ خدا نے اُس سے کہا تھا کہ وہ اُسی روز مریگا (آیت ۱۷) ایک اور آدمی تھا جو خدا کو دھوکا دینے مانگتا تھا اور اُس کے ہمراہ اُس کی عورت بھی تھی یعنے حننیاہ وسفیرہ (اعمال ۵: ۱-۴) اُن کے جھوٹ پکڑے جانیکی وجہہ یہی تھی کہ وہ خدا سے جھوٹ بولے تھے پس اسی طرح اخیاب



یکایک تباہ کردیا گیا بغیر علاج کے۔ کیونکہ اُس نے آخر تک اپنی تمیز کی آواز نہ سُنی۔ اور ویسے ہی وے سب جو اپنی تمیز کی آواز نہیں سُنتے بغیر علاج کے ہلاک ہونگے۔

(۲) اُس آدمی کا بیان جو اپنی تمیز کے ماننے کی کوشش کرتا تھا

یہوسفط بادشاہ ایک اچھا آدمی تھا۔ یہہ بات اُس کے لئے درست نہ تھی کہ ایک بدکار آدمی سے ملے مثل اخیاب کے لیکن بیئیل اچھے شخصوں کی بھلائی بُرائی دونوں کو بُلاتی ہے۔ حالانکہ وہ ایک بدکار آدمی کے ساتھہ رہتا تھا تاہم اُس نے اُس کے پیچھے اپنے مذہب کو نہیں چھوڑا تھا۔ بہت لوگ ایسے ہیں کہ جب بُروں کی سنگت کرتے ہیں تو اپنی تمیز کا کہا نہیں مانتے اور پطرس کی مانند اُن کے ساتھہ نہیں مل بیٹھتے (مرقس ۱۴: ۶۸) لیکن اُس آدمی کی تمیز نے کہا۔ "یہہ درست نہیں ہو کہ بغیر خدا کی ہدایت کے لڑائی پر جائیں دیکھو ۱ سلاطین ۲۲: ۵ کو۔ پس بھائیو تم بھی یہوسفط کی مانند بموجب تمہاری تمیز کہتی ہو کہ ایسا کرنا درست ہو تو خدا کے سامنے بولنے سے مت ڈرو۔ پر ہم دیکھتے ہیں کہ یہوسفط کی تمیز نے بتلایا کہ اخیاب کے نبی جھوٹے ہیں پس وہ ایک اچھے نبی کے مانگنے سے نہ شرمایا (آیت ۷) اسی طرح جب تمہاری تمیز تم سے کہتی ہو کہ کوئی شخص تم سے جھوٹ کو یقین کرانے کی کوشش کرتا ہو تو اُس سے یہہ کہنے سے نہ شرماؤ کہ میں سچائی کو پیار کرتا ہوں اور اُس کو یقین کرتا ہوں وے سب جو مسیح کو رد کرتے ہیں جھوٹے اُستاد ہیں (۱ یوحنا ۴: ۱-۳) پھر یہوسفط کی تمیز نے اُس کو جتایا کہ خدا کے نبی کو بُرا کہنا ایک بُری بات ہو (دیکھو ۸ آیت) اے بھائیو کیا ویسا ہی تم بھی خدا کے خادموں کی پاسداری کرتے ہو جب کہ تم اُن کے حق میں طرح طرح کی بُری باتیں سُنتے ہو جو مناسب نہیں ہیں۔ دیکھو اپنے نمونہ کے واسطے کہ یونتن نے داؤد کی کیسی پاسداری کی جب کہ اُس کا باپ ساؤل اُس کے نامناسب کہتا اور قتل کرنے چاہتا تھا (۱ سموئیل ۱۹: ۴-۷) پھر دیکھو جب سردار کاہن وغیرہ رسولوں کو قتل کیا چاہتے تھے تو گملیئیل معلم نے اُن کی پاسداری کے لئے کیا سُنایا (اعمال ۵: ۳۳-۴۰) پھر ملاحظہ کرو نیقودیمس نے خداوند یسوع کی پاسداری کے لئے سردار کاہنوں و فریسیوں کو کیا کہا (یوحنا ۷: ۵۰-۵۲ تک) پس اے عزیزو جب اپنے حاکموں و خادموں و اُستادوں و والدینوں و دوستوں و بھائیوں کی بابت بُری و الزامی باتیں سُنتے ہو تو اپنی تمیز کا درست فیصلہ کرو اور اخیاب کی طرح غلطی نہ کرو پھر یہوسفط کی تمیز نے اس سے کہا کہ خدا کے دشمنوں کے برخلاف لڑائی کرنا بھی درست ہو اُس کی دلیل کی زیادہ ضرورت نہیں صرف دیکھو ۱ سلاطین ۲۲: ۳۰ کو پھر یہوسفط کی تمیز نے کہا کہ جھوٹ کی مخالفت کرنی اچھی بات ہو۔ وہ خدا سے چھٹکارے کے لئے دعا کریگا اور رہائی پاسکا (دیکھو ۳۲-۳۳ آیات) لہذا ہم کیسا فرق اخیاب اور یہوسفط میں دیکھتے ہیں۔ یہوسفط پولس کی مانند یہہ کہہ سکا کہ میں کوشش کرتا ہوں کہ ہمیشہ خدا اور آدمیوں کے آگے میرا دل مجھے ملامت نہ کرے (اعمال ۲۴: ۱۶) پس اس سبب یہوسفط لڑائی میں نہ ڈرا مگر اخیاب خوف سے بھر گیا اور ہلاک ہوا کیونکہ اُس نے تمیز کا درست فیصلہ نہ کیا۔

(۳) کیا تمیز جو کچھ کہتی درست کہتی ہو؟

یہہ ممکن ہو کہ ہم تمیز کو غلط استعمال میں لاسکیں پولس نے پہلے ایسا ہی کیا دیکھو اعمال ۲۶: ۹ و ۱ تمطاوس ۱: ۱۳-آیت

بُت پرستوں کی تمیزیں بھی اسی طور سے بنائی گئی ہیں۔ یوحنا ۱۶: ۲ و ۳ میں خداوند نے فرمایا کہ "وہ گھڑی آتی کہ جو کوئی تمہیں قتل کریگا گمان کریگا کہ میں خدا کی بندگی بجالاتا ہوں اور تم سے ایسا سلوک اس لئے کریں گے کہ اُنہوں نے نہ باپ کو جانا اور نہ مجھے۔"

لیکن اس تمیز کا ایک حقیقی درست کرنے والا بھی ہو اور وہ خدا کا کلام ہو مزمور نویس یوں فرماتا ہو کہ جوان اپنی راہیں کس طرح صاف کر رکھے اُس پر خوب نظر کرنے سے تیرے کلام کے مطابق۔ نیز وہ یوں فرماتا ہو کہ تیرا کلام میرے پاؤں کے لئے چراغ اور میرے راہ کے لئے روشنی ہو۔ زبور ۱۱۹: ۹ و ۱۰۵۔ آیات اس کے ساتھہ زبور ۱۹: ۷-۹ تک بھی دیکھو۔

خدا کا کلام مثل اُس خیمے کی ہو جو سڑکوں پر کھڑا کیا جاتا ہو تاکہ راستہ چلنے والوں کو بتلاوے کہ فلانی راہ کہاں جاتی ہو۔ جیسے اخیاب کے پاس ایلیاہ و میکایا بھیجے گئے ویسا ہی ہمارے پاس بتلانے کے لئے اُستاد بھیجے گئے ہیں اگر ہم اپنی تمیز کا کہا نہ مانیں تو آخر کار وہ ہم سے بولنا چھوڑ دیگی۔ اور جب ہم کچھ غلطی کرینگے تب وہ کچھ نہ بولیگی اور اُس کی وہ حالت ہو جاویگی جس کا ذکر رسول ۱ تمطاوس ۴: ۲ میں کرتا ہو کہ اُن کی قوت امتیاز گویا تپتے لوہے سے جلائی گئی ہو۔

پس ایک نئی تمیز رکھنے کا یہی طریقہ ہو کہ اُس کے سکھلانے پر عمل کریں اور ایک صاف تمیز رکھنے کا یہی طور ہو کہ خدا کے کلام کے بموجب اُس کی تعلیم کریں۔ اور ایک نیک تمیز بنانے کا یہی وطیرہ ہو کہ وہ رُوح القدس کی ہدایت میں رہے اور خدا کا خوف اُس پر طاری ہو دیکھو اخیاب نے کیوں اپنی تمیز کا کہا نہ سُنا۔ اس لئے کہ ایزبل کا خوف اُس پر خدا کے خوف سے زیادہ چھایا ہوا

تھا اگر خدا کا خوف اور محبت ہمارے دلوں میں پیشتر ہی سے نہ ہو تو ہماری تمیز رہنمائی کرنے کے لئے مضبوط نہ ہوگی۔ کاش کہ ہماری تمیز بموجب سنظ کے موافق نیک اور فرمانبردار اور صاف ہو اس لئے ہم کو ہمیشہ دعا مانگنی چاہئے کہ اے خدا میری تمیز کو ہمیشہ صاف رکھہ آمین۔

الراقم

جسونت سنگھ از کوٹگڈھ حال مقیم ضلع شملہ

اُمہات المومنین

میں نے ۲۰ اگست کے نورافشاں میں اس مشہور کتاب کی سیکنڈ ایڈیشن اور انگریزی ترجمہ کی تجویز پیش کرکے اس کے بارہ میں اصل مصنف سے بھی خط و کتابت چھیڑی تھی مگر افسوس کرتا ہوں کہ مصنف صاحب اس کتاب کے سیکنڈ ایڈیشن کی تجویز سے فی الحال راضی نہیں ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہر چند کہ گو مسلمان اس کے جواب میں بہت کچھ تحریریں شائع کرچکے ہیں۔ بہت سے جوابوں کی آیندہ اُمید ہے۔ چنانچہ سُنا گیا ہے۔ کہ مرزا قادیانی کوئی جواب لکھ رہے ہیں۔ اور اسی طرح ایک جواب مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں اور ایک جواب کانپور کا تمسن لکھ رہا ہے۔ اسی طرح پٹنہ کے ایک بیرسٹر صاحب بھی جواب لکھ رہے ہیں۔ اور بہت سے محمدی اخباروں میں جوابیہ تحریروں کا سلسلہ چھڑا ہوا ہے۔ میرا قصد ہے۔ کہ دوسری ایڈیشن کو میں اسقدر مکمل حالت میں تیار کروں۔ کہ آیندہ سال سوا سال کے اندر جو کچھ یہہ مولوی صاحب اس کے جواب میں لکھیں۔ اُس کا کافی اور شافی جواب اس میں ہو جاوے۔ پس میں منتظر ہوں۔ کہ مرزا قادیانی اور مولوی بٹالوی۔ اور دیگر مبارزان اسلام کے حملوں کا رُخ دیکھ لوں۔ اور تب ایکبارگی لکھنا شروع کروں۔ پس آپ کی تجویز سیکنڈ ایڈیشن کا میں اس وقت مخالف ہوں۔ اور اُمید رکھتا ہوں۔ کہ آپ میری رائے کو پسند فرماویں گے۔ رہا انگریزی ترجمہ اس کا آپ کو اختیار ہے۔ مگر ایسی حالت میں وہ ترجمہ بھی غیر مکمل ہوگا میں بہتر ہے۔ کہ آپ انگریزی ترجمہ کو بھی اُس وقت تک ملتوی رکھیں۔ کہ جب تک سیکنڈ ایڈیشن نہ نکلے۔ پھر انگریزی ترجمہ کل کتاب کا ضروری نہیں ہے۔ اس میں بہت سے مضامین کم کئے جاویں گے۔ اور بہت سے بڑھائے جائیں گے۔ کہ کتاب پوری مذاق کی ہو سکے۔ ہم ہندوستان میں تو مولوی صاحبان کے مذاق کی رعایت رکھنے کے لئے مجبور ہیں۔ شائق صاحب آپ کو تیار رہنا چاہئے۔ مولوی صاحب آپ کو خوب گالیاں دیں گے۔ آپ گالیوں کی تو مطلق پرواہ نہ کریں۔ اور نہ گالیوں کا جواب ہی اس سے زیادہ دینا مناسب سمجھیں۔ کہ ع

"بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی"

حضرت مصنف کی اس رائے کو میں قبول کرتا ہوں۔ اور فی الحال سیکنڈ ایڈیشن اور انگریزی ترجمہ کی تجویز کو واپس لیتا ہوں۔ ہاں اُن درخواستوں کی کثرت سے جو سیکنڈ ایڈیشن کے واسطے مجھ کو وصول ہوئی ہیں۔ مجھ کو اندازہ ہوگیا ہے۔ کہ کس قدر قدردان لوگ اس کے واسطے چشم براہ ہو رہے ہیں۔ میں اُن صاحبان کا شکریہ ادا کرتا ہوں

پادری حمیدالدین صاحب راولپنڈی سے مجھ کو مطلع کرتے ہیں۔ کہ وہ ۸ اپریل سنہ ۹۸ء کو ایک اشتہار نورافشاں میں دے چکے تھے۔ کہ ذخیرہ کتب اُن کا ختم ہو چکا۔ اس لئے وہ کسی مسلمان کو کتاب نہیں دے سکتے۔ مجھ کو اس کا علم نہ تھا۔ اس لئے میرے مضمون ۲۰ اگست ۹۸ء کی وجہ سے اُن کے پاس اکثر درخواستیں خریداری کتاب کی بھی وصول ہوئیں۔ جن کو انہیں واپس کرنا پڑا کہ اب شائقین کی درخواستیں قبول ہونے کی گنجائش نہیں ہے۔ لہذا اُن کو اس وقت تک منتظر رہنا پڑیگا۔ کہ مصنف کتاب اُس کا دوسرا ایڈیشن نکالنے کی تجویز کو منظور نہ کریں۔ فقط۔

الراقم

احمد شاہ شائق معرفت طامس گگ۔ اینڈ کمپنی بمبئی

خالصہ ہندو نہیں ہے

آج کل بعض اخباروں میں یہہ چرچا ہو رہا ہے کہ "خالصہ ہندو نہیں ہے" جہاں تک ہم کو معلوم ہے سکھ مذہب کے بانیوں نے ہندو مذہب سے الگ اپنا مذہب جاری کیا اور ذات پات کی سخت مخالفت کی مگر جیسا کہ ہمیشہ ہندو مذہب کا خاصہ رہا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ اُن سب فرقوں کو جو اُس سے نکلتے رہے ہیں اپنے میں ملاتا ہے اُس نے سکھ مذہب کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا چنانچہ سکھ لوگ ہندو شاستروں کے مطابق اپنی ریت و رسوم کرنے لگے۔ اور شرادھ وغیرہ کے موقعے پر برہمنوں کی خدمت کرنے لگے۔ ہم نہایت خوش ہونگے اگر ہمارے سکھ بھائی موجودہ ہندو مذہب کی بُرائیوں سے کنارہ کرکے علیحدگی اختیار کریں۔ گورو گوبند سنگھ جی نے ہندوستان کی بڑی بُرائی ذات پات کو جڑ سے اُکھیڑنے کے لئے بہت کچھ عملی طور سے کیا اُنہوں نے ہر ایک ذات کے آدمیوں کو ملا کر ایک کرنے کی کوشش کی مگر افسوس ہے کہ اُن کے پیرو سکھوں میں ذات کا ویسا ہی زور پایا جاتا ہے جیسا کہ عام ہندوؤں میں ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ لوگ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ خالصہ ہندو نہیں ہے کہاں تک عملی طور سے اپنے گورو کی پیروی کرکے ذات پات کی خوفناک برائیوں کو عملی طور سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں +

ؤ

دینی خبریں

کئی مشنری سوسائٹیاں جزایر فلپائن میں بشارت کا کام کھولنے کی طیاریاں کر رہی ہیں۔ ہم کو یقین ہے کہ وہاں مشنری سوسائٹیاں ہندوستان کے کام کے تجربے سے فائدے اُٹھاوینگی اور جو غلطی ہندوستان میں کی گئی ہے وہاں نہ کریں گی۔ کیا مناسب معلوم نہیں ہوتا ہے کہ فلپائن کا کام سیلف سپورٹ کے اُصول پر قایم کیا جاوے؟ ہم کو امید ہے کہ پروٹسٹنٹ مشنوں کے لئے اِس اصول پر کام کرنا بے فائدہ نہ ہوگا۔ جب کہ ہم ہندوستان کے مشنوں کی حالت کو دیکھتے ہیں باوجودیکہ ایک صدی کے قریب سے کام جاری ہے تو بھی ہندوستان میں ایک بھی مشن کی کانفرنس یا جماعت ایسی نہیں ہے کہ جو اپنے پاؤں پر کھڑی ہو چکی ہو اور نہ آیندہ کو کچھ عرصے تک کسی ایسی جماعت کے ہونے کی امید پڑتی ہے۔ مشنوں کو اس تجربے سے فائدہ اُٹھانا چاہئے کہ غیر ملکوں کے روپے پر بھروسہ نہ رکھیں۔ ڈاکٹر نیولیس صاحب کا چین میں سیلف سپورٹنگ کے اُصول کو قایم کرنا اُس کی تائید کرتا ہے اُس نے کوئی دیسی تنخواہ دار ملازم نہیں رکھے اور سب کام اپنی زیر نگاہ بغیر تنخواہ داروں کے کراتا ہے اگر اس اصول پر فلپائن کی مشن قایم کی جاوے تو یہہ مشکل حل ہو جاویگی اگرچہ کام شروع میں کچھ کم چلے گا مگر اُس کا انجام بہت اچھا ہوگا یعنے کہ وہاں کی کلیسیا اس پہلے ہی سے خود مختار ہونے لگیں گے۔

ہندی بائبل کا بھی نیا ترجمہ ہو رہا ہے صرف پرانے عہد نامے کی تین یا چار کتابیں باقی ہیں ہم کو اُمید ہے کہ بہت جلد ہندی بائبل ریوائز ہو کر پبلک کے سامنے پیش کی جاویگی۔

خالصہ پریونین لنڈن کی طرف سے کہ جس کا سیکرٹیری بابا لکھن سنگھ سودھی ہے ایک ماہواری رسالہ بنام سنگت شایع ہوتا ہے۔

شہنشاہ جرمن معہ اپنی بیگم صاحبہ کے اس سردی کے موسم میں پلیسٹاین کی زیارت کرینگے۔

انڈین سٹنڈرڈ میں ایک صاحب لکھتے ہیں کہ چونکہ مسیحی کارندوں کے پاس اپنے گھر نہیں ہوتے اِس واسطے وہ اپنے تئیں بے گھر سمجھ کر جھٹ پٹ ایک جگہہ سے کام چھوڑ کر دوسری جگہہ چلے جاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک بلڈنگ سوسائٹی قایم کی جاوے جس کا یہہ مقصد ہو کہ وہ مسیحی کارندوں کے لئے گھروں کو خرید لیوے اور جو کارندہ جس گھر میں رہتا ہو اُس سے کرایہ وصول کیا جاوے اور جب تک کہ کرایہ سے وہ رقم کہ جو گھر کے مول لینے اور مرمت وغیرہ میں خرچ ہوئی ہے بالمحصول وصول نہ ہو جاوے گھر سوسایٹی کا رہے اور جب کل روپیہ ادا ہو جاوے تو گھر اُس کارندے کی ملکیت ہو جاوے۔

دنیا بھر میں سب سے پُرانا مشنری پادری۔ دی۔ ایل۔ برٹین ہیں۔ اُن کی عمر نوّے برس کی ہے اُنہوں نے ستر برس برہما میں جلالی خدمت کی ہے۔ تیرہ برس تک پادری جڈسن صاحب کے ساتھ رہے وہ اب تک مستعد اور کام کرنے کے لائق ہیں اور ہر روز صبح کے چار بجے اُٹھتے ہیں۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ دنیا کے سب سے بڑے آدمی بڑے سرگرم اور سچے مسیحی ہیں۔ یہہ بات مشہور ہے کہ ہماری ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند بڑی دیندار مسیحی عورت ہیں اور امریکہ کے پریسیڈنٹ مکنلی صاحب بھی سرگرم مسیحی ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ ہم نے مسٹر گلیڈسٹون کی مسیحی زندگی کا حال ناظرین کو بتلایا تھا۔ پرنس بسمارک جو جرمنی کا چنسلر تھا اگرچہ بہت سخت مزاج کا آدمی تھا مگر وہ مستعد مسیحی بھی تھا اُس نے اپنے بادشاہ اور قوم کی خدمت بڑی سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ کی۔ ایک دفعہ جب کہ اُن سے مذہبی عقیدے کی نسبت دریافت کیا گیا تو اُس نے ذیل کا نہایت عمدہ جواب دیا "اگر میں مسیحی نہ ہوتا تو دوسرے گھنٹے کی ٹکلی خدمت نہ کر سکتا۔ میں کیوں اپنے تئیں تکلیف دیتا اور ایسی سخت مشقتوں کو گوارا کرتا اگر مجھ کو یہہ خیال نہ ہوتا کہ خدا کے لئے مجھکو اپنا فرض ادا کرنا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں نے اپنی خدمت کو پورا کرنے کے لئے کہاں سے دانائی حاصل کی اگر وہ خدا کی طرف سے نہیں تھی۔ حکم اور خطاب میرے لئے کچھ بھی مؤثر نہ تھے۔ فقط موت کے بعد زندگی کا کامل ایمان ہی ہے کہ جو مجھ کو وفادار بناتا ہے خلقت کی طرف سے میں جمہوری سلطنت کا دوست ہوں۔ اگر کوئی مجھے اِس ایمان سے جُدا کرائے تو گویا اُس نے مجھ کو میری موروثی زمین سے جُدا کر دیا اگر میں کامل مستعد مسیحی نہ ہوتا تو تم مجھے چنسلر کے عہدے پر نہ دیکھتے کیسی خوشی سے میں اِس کام کو چھوڑ دیتا۔ میری خوشی دیہاتی زندگی میں ہے جنگل اور کھلی ہوئی ہوا میں ہے۔ اگر میں اپنی اِس جواب دہی کو خدا کے سامنے نہ سمجھتا تو میں کل ہی اپنے خاص مکان کو روانہ ہو جاتا۔"

انگلستان کے مرحوم سلطان الواعظین۔ بی۔ سی۔ ایچ سپرجن صاحب کی سوانح عمری اُنکی میم صاحبہ نے

مُلکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

لندن ستمبر ۲۱- جنرل ہالمز کمانڈر انچیف افواج سلطنت متحدہ نے مشتہر کیا ہی کہ کیوبا میں مستقل طور سے ۵۰ ہزار اہل قلعہ رہیں گے- جزائر فلپائین میں ۲۰ ہزار- پورٹو ریکو میں ۱۴ ہزار اور ہونولولو میں ۴ ہزار+

اخبارات نیویارک صاف صاف بیان کرتے ہیں کہ منیلا میں امریکن بحری و بری فوج کے بڑھانے سے یہہ غرض ہی کہ سپین یا جرمن وہاں پر جو مشکلات آخر میں پیدا کریں وہ پہلے ہی سے روکی جائیں+

لندن ستمبر ۲۱- یہہ رپورٹ کی گئی ہی کہ جنرل کچنر اپنی خدمات کے صلہ میں ۲۵ ہزار پونڈ کا عطیہ اور درجہ امارت حاصل کرینگے+

لندن ستمبر ۲۱- طاقتیں اٹلی میں سرکلر پر مباحثہ کر رہی ہیں جس میں یہہ تجویز پیش کی گئی ہی کہ چھہ طاقتیں ملک سلطان پر زور دیں تاکہ وہ ترکی فوجوں اور افسروں کو مقررہ میعاد کے اندر کریٹ سے واپس بُلالے- اور اس اثنا میں طاقتیں سلطان کی حکومت کو جزیرہ پر قایم رکھنے اور مسلمان رعایا کو محفوظ رکھنے کا ذمہ اُٹھائیں+

لندن ستمبر ۲۱- ہندوستان کے باشندے جو ٹرانسوال میں رہتے تھے ٹرانسول کی ہائی کورٹ نے اُن کی نسبت فیصلہ کیا کہ وہ شہروں کے باہر رہنے کے لئے نکالے جاویں+

لندن ستمبر ۲۲- اخبار لی ٹیمپس اپنے ایک آرٹیکل میں جو اُس نے فشودا کے قبضہ کی بابت شایع کیا ہی- بیان کرتا ہی کہ اہل فرانس تکرار کرتے ہیں کہ مصر نے اپنی حکومت ملک کے اُس حصہ پر جو اپر نائیل کے قریب واقع ہی چھوڑ دی ہی+

اخبار ٹیمپس یہہ بھی بیان کرتا ہی کہ سوال صرف اس غرض سے پیش کیا گیا ہی کہ سودا ختم کیا جاوے+

لندن ستمبر ۲۲- جرمن اور آسٹریا نے اُن طاقتوں کے ساتھ شریک ہونے سے انکار کیا ہی جو کریٹ کے بندوبست کے واسطے اٹلی کی تجویز پر پیش کی تھی- لیکن وہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم سلطان کو مدد نہ دینگے- اور طاقتیں اس تجویز پر راضی ہوگی ہیں جس کا پہلا کام یہہ ہوگا کہ کریٹ سے ترکی فوجوں اور افسروں کو جلد نکالدے+

لندن ستمبر ۲۲- پیکن کا ٹیلیگرام بیان کرتا ہی کہ شہنشاہ کا مشیر جلاوطن کیا گیا ہی اور شہنشاہ متوفی کی بیگم نے سلطنت کا اختیار اپنے ہاتھ میں لیا ہی اور یہہ امید کی جاتی ہی کہ لی ہنگ چنگ بحال کئے جائیں+

لندن ستمبر ۲۳- پیکنگ میں ایک فرمان کے ذریعہ سے اعلان کیا گیا ہی کہ شہنشاہ نے اپنے اختیارات بیگم کے سپرد کر دئے ہیں+

شنگھائی میں یہہ چرچا ہی کہ شہنشاہ فوت ہوگیا ہی اور پیکنگ کے دروازے بند کئے گئے ہیں+

بمبئی ستمبر ۲۳- کل وبا سے ۲۷ واردات اور ۱۷ اموات کی رپورٹ ہوئی ہی+

لندن ستمبر ۲۳- اخبار ٹائمیس کا نامہ نگار مقیمہ پیکن تار دیتا ہی- کہ فرمان کے ذریعہ مشتہر کیا گیا ہی کہ شہنشاہ اور تمام وزیر و اُمرا آج بیگم کے سلام کو حاضر ہونگے+

لندن ستمبر ۲۳- کینڈیا کے مسلمان قیدیونکی تحقیقات کینڈیا میں برٹش کورٹ مارشل کریگی+

کریٹ کی وزارت نے تحریری اشتہار کے ذریعہ اپنی رضامندی ظاہر کی ہی- کہ جس وقت ترکی فوجیں جزیرے سے چلی جائیں گی تو عیسائیوں سے ہتیار لے لئے جائیں گے+

لندن ستمبر ۲۳- مسٹر کرزن کو بیرن کرزن آف کیڈلسٹن آئرلینڈ کا خطاب ملا ہی+

لندن ستمبر ۲۴- ایک سرکاری تار مشتہر کرتا ہی- کہ جب کہ سر ہربرٹ کچنر فشودا کی طرف بڑھتا جاتا تھا تو اُس نے درویشوں کے جہاز سفاہہ نامے کو غرقاب کیا+

لندن ستمبر ۲۴- رائٹر کا پیرس کا کارسپانڈنٹ بیان کرتا ہی کہ چار طاقتیں اگلے ہفتہ سلطان کے پاس ایک الٹیمیٹم بھیجیں گی اس غرض سے کہ معاملہ کریٹ کا انتظام اُن کی تحریر کے مطابق کیا جائے- پہلے تو یہہ طاقتیں عملدرآمد کرینگی کہ اُن کی تجویزات عمل میں لائی جاویں+

لندن ستمبر ۲۵- کرنل پارسنز نے کسالہ کے اہل قلعہ کی مدد سے ۲۲ ستمبر کو ۳ گھنٹے کی سخت جنگ کے بعد مقام گیڈریٹ کا قبضہ کیا+

۵ سو درویش قتل ہوئے حملہ آور فوج کا نقصان ۷۶ مصری ہیں جو قتل ہوئے اور زخمی کئے گئے+

بمبئی ستمبر ۲۴- کل وبا سے ۳۲ واردات اور ۲۷- اموات کی رپورٹ ہوئی ہی+

بمبئی ستمبر ۲۷- ہفتہ کے روز وبا سے ۳۵ واردات اور ۲۲- اموات ہوئی ہیں- اور اتوار کی تعداد بالترتیب ۲۸ و ۲۰ تھی+

ؔ

مضامین مفید المبتدین

بقیہ

سونا اور لوبان

مطبوعہ نور افشاں صفحہ ۱۱- ۵ اگست ۱۸۹۸ء

پادری صاحب کہتے ہیں کہ جب کبھی کوئی کہتا کہ جنیوا کیسی افسوس کی بات ہے کہ تمہارا شوہر ایسا کمزور کم ذہن ہوگیا ہے کہ سارے گھر کا بوجھ تمہارے ہی سر آن پڑا ہے۔

ہاں جنیوا کہتی تاہم شکر کا مقام ہے کہ اب وہ بیماری کے دکھ و تکلیف سے آزاد ہے ورنہ مجھ کو اُن کی بیمار داری کی فکر و تردد ہوتی۔ اور کیسا بڑا خدا کا احسان ہے کہ بالفرض اگر میں بھی بیمار اور ہاتھ پاؤں سے لاچار ہوتی تو کون گھر کا کاروبار اور لڑکوں کی پرورش کرتا۔

اگر کوئی کہتا کہ جنیوا تمہارا گھر کیسا خراب ہے ڈیوڑھی بالکل ٹوٹی پھوٹی ہے اور چھت ٹپکتی ہے۔ تو وہ جواب میں کہتی کہ شکر ہے کہ تمام گھر نہیں ٹپکتا۔ جہاں ہم لوگ سوتے ہیں وہاں پانی نہیں ٹپکتا۔ پھر اگر کوئی کہتا کہ جنیوا تم پو پھٹنے سے شام تک متواتر مزدوری کرتی ہو کیا تھک نہیں جاتیں۔ جواب میں وہ کہا کرتی کہ ہاں تھک تو جاتی ہوں لیکن کیا ہی شکر کی بات ہے کہ میری جسمانی قوت بہت اچھی ہے اور ہاتھ پیر ایسے مضبوط ہیں کہ اس قدر کام کر سکتی ہوں جو بہت کم عورتیں کر سکتی ہیں۔ کتنی عورتیں ہیں جو اتنا دور پیدل نہیں چل سکتیں کیونکہ کھیت جہاں میں کام کرتی ہوں ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ پھر چاہے دھوپ ہو یا بارش سردی ہو یا برف پڑے سب ہر وقت اور ہر موسم میں میں کام کر سکتی ہوں ہزار ہزار شکر ہو اُس خدا کا جس نے مجھ کو یہہ طاقت دے رکھی ہے۔

شاباش جنیوا۔ کاش کہ تمہاری مانند صابر و شاکر و مشکور دل اَور زیادہ اِس دنیا میں پائے جاویں۔

جہاں جنیوا رہتی تھی اُس قصبہ کا گرجا بہت چھوٹا تھا ایک دن سب لوگوں نے باہم صلاح کی کہ اِس گرجے کو گرا کر ایک دوسرا اُس سے بڑا گرجا جو ہم لوگوں کے لئے کفائت ہو بنوا دیں۔ لیکن اب یہہ سوال تھا کہ خرچ کہاں سے آوے۔ چنانچہ ایک سخی صاحب نے پانچسو روپیہ دینے کا وعدہ کیا اور ایک زمیندار نے کہا کہ اینٹ کی ڈھولائی کے واسطے جس قدر گاڑیوں کی ضرورت ہوگی میں بلا مزدوری تمام اینٹیں اپنی گاڑیوں پر ڈھولا دونگا۔ اور ایک شخص نے کہا کہ جس قدر چونا خرچ ہوگا میں دونگا۔ اور یوں ہر ایک شخص نے کم سے کم دس روپیہ دینے کا وعدہ کیا پر وہ لوگ جو دس روپیہ دینے سے کم مقدور رکھتے تھے یہہ سوچکر کہ ہماری اِس قدر چھوٹی سی نقد کس شمار میں ہے خاموش بیٹھے رہے۔

جنیوا بھی اِس جلسہ میں موجود تھی اور یہہ سُنکر کہ لوگوں نے اِس قدر خرچ دینے کا وعدہ کیا ہے بیٹھی بیٹھی اپنے دل میں خوش ہو رہی تھی جب جلسہ برخاست ہوا جنیوا میر مجلس کے پاس جا کر کہنے لگی کہ صاحب جو کچھ مجھ سے ہو سکیگا میں بھی کرونگی۔

صاحب نے جواب دیا کہ ہاں جنیوا میں جانتا ہوں کہ ضرور تم کچھ نہ کچھ کروگی۔ لیکن صاحب اپنے دل میں کہنے لگے کہ اُس کو تو کھانے تک کی بھی تکلیف ہے وہ بھلا کیا دے سکتی ہے۔

دوسرے دن جنیوا کھیت میں کام کرتی کرتی سوچنے لگی کہ میں خداوند کو کیا دے سکتی ہوں۔ کیونکہ چاندی دینا تو مناسب نہیں جس طرح ممکن ہو میں خداوند کو سونا دونگی۔ یہہ سوچکر خوشی میں یہہ گیت گانے لگی۔

دیا نذر لوبان مُر اور سونا
کیا سجدہ گر کر زمین پر خوشی سے

جنیوا کو معرفت کی غزلیں اور مناقب وغیرہ گانا خوب آتا تھا اور کہا کرتی تھی کہ اگر مجھ کو کچھ اور نہ آوے تو یہی میں خدا کی حمد گا سکتی ہوں اور اُس کی نظر میں اِس خوش آوازی بھجنوں سے اُس کی رُوح آسمانی مکانوں تک پہنچ جا سکتی تھی۔

آٹھ مہینے گذر گئے اور نیا گرجا بنکر طیار ہوگیا اور ایک دن مقرر کیا گیا جس میں تمام لوگ حاضر ہو کر اپنی اپنی نظریں لاویں اور شکر گذاری کے ساتھ عبادت الٰہی کریں۔

جنیوا نے میر مجلس کے پاس جا کر چپکے سے کچھ کاغذ میں لپیٹ کر اُس کے ہاتھ میں رکھ دیا اور بکمال آداب اور جان نثاری سے کہا کہ حضرت من یہہ میری نذر نئے گرجے کے لئے ہے۔ جب میر مجلس نے اُسے کھولکر دیکھا تو اشرفی کا آدھا ٹکڑا تھا جنیوا کا چہرہ اُس وقت خوشی کے مارے چمک رہا تھا۔ میر مجلس اُس ٹکڑے کو دیکھکر یکایک چونک پڑے اور کہنے لگے نہیں نہیں جنیوا میں تم سے ہرگز اِس قدر نہیں لے سکتا کسی طرح مناسب نہیں معلوم دیتا کہ میں تم سی غریب عورت سے اتنا روپیہ لوں لو اسے لو میں پھر تم کو واپس دیتا ہوں۔

جنیوا نے کہا کہ نہیں صاحب آپ کیا فرماتے ہیں ضرور ہے کہ آپ اِس کو قبول فرمائیے۔ کیونکہ یہہ ٹکڑا میرا نہیں بلکہ خداوند کا ہے۔ میر مجلس نے پھر دوبارہ بہت اصرار کیا لیکن جنیوا کسی طرح راضی نہیں ہوئی بلکہ کہنے لگی کہ میں وہ بھی باقی ٹکڑا انشاء اللہ دونگی۔ میر مجلس نے وہ کتاب کھولکر جس میں اُن سب لوگوں کے نام لکھے تھے جنہوں نے چندہ دیا تھا چاہا کہ جنیوا کا بھی نام لکھے تب جنیوا نے

صاحب کو نام لکھنے سے باز رکھا اور کہا کہ میں نہیں چاہتی کہ میرا نام لکھا جاوے اور لوگ جانیں کہ میں نے اس قدر چندہ دیا ہی آپ مہربانی کرکے میرا نام مت لکھئے۔ تب مجلس صاحب نے کہا کہ پھر کیا لکھوں۔ جنیوا نے ہنسکر کہا کہ نام کی جگہہ لکھئے کہ سونا اور لوبان نے آدھی اشرفی دی۔ اگرچہ کوئی اوراس کا مطلب نہ سمجھے گا تو کیا ہوا میں تو سمجھ جاونگی میر مجلس صاحب نے اُس کی درخواست کے مطابق یوں ہیں لکھا اور جب مجلس میں یہہ نام پکارا گیا کوئی نہ سمجھا کہ یہہ جنیوا کا مقطع ہی۔

تھوڑے دن بعد ہی صاحب جنیوا کے گھر گئے اور اُس سے دریافت کرنے لگے کہ جنیوا بتاؤ کیونکر تم کو یہہ آدھی اشرفی دستیاب ہوئی کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اِس بھید سے واقفیت حاصل کروں۔ جنیوا نے جواب دیا کہ ای صاحب میں نہیں چاہتی کہ میں کسی سے بتلاؤں کہ میں نے کیونکر اُس کو جمع کیا اور اِسقدر دیا۔ لیکن صاحب نے بہت اصرار کیا اور منت کی کہ کسی طرح اِس بھید کو ظاہر کرے۔ تب مجبوری جنیوا نے کہا کہ اگر آپ اِسقدر ضد کرتے ہیں تو سُنئے۔ ایک دن میں کھیت میں کام کرتی کرتی یہہ گیت گا رہی تھی کہ دیا نذر لوبان مُر اور سونا وغیرہ کہ یکایک میرے دل میں خیال آیا کہ کاشکہ میں بھی کچھ نذر لاکر اور خداوند کے قدموں پر گر کر خرسندی سے سجدہ کرتی۔

جنیوا نے ہچکچاتے ہوئے شرمیلی آواز سے کہا کہ مجھکو معاف فرمائیے یہہ کہنے کے لئے کہ پیشتر میں سونگھنے سونگھا کرتی تھی اور ہر ہفتہ ایک آنہ کے سونگھنے خرچ ہوا کرتے تھے اور اُس کے استعمال سے سردی کے موسم میں مجھ کو کچھ فایدہ پہنچا کرتا تھا۔ یکایک میرے دل میں خیال آیا کہ لوبان اور مُر تو نہیں لیکن سونگھنے تو ضرور میں نذر کر سکتی ہوں یوں وہ پیسہ جو ناس میں خرچ ہوا کرتا تھا میں نے سوچا کہ اُس کو اِس نئے گرجے کے لئے جمع کروں اور چار ہفتہ میں ایک چوانی جمع ہوگئی اور چونکہ میرے پاس کوئی ڈبیا وغیرہ نہ تھی اِس لئے میں نے اُس کو پرانے چائے دان میں رکھدیا۔

اُسی شام کو جب میں کام سے پھر گھر واپس آئی اور بیٹھی ہوئی چائے پی رہی تھی میرے دل میں آیا کہ اگر میں چائے کا دام بھی خداوند کو دیدوں تو جلد کچھ چندہ جمع ہوسکتا ہی۔ چائے کو میں بہت ہی عزیز رکھتی تھی اِس لئے سوچنے لگی کہ اِس کے بغیر کیونکر میری زندگی ہوسکتی ہی۔ علاوہ اِس کے جب میں اکثر کام پر سے تھک کر گھر آتی بالخصوص برسات میں جب میرے کپڑے وغیرہ بھیگ جاتے جونہی ایک پیالہ چائے پیتی تو فوراً میں گرم اور تازہ دم ہوجاتی اِس لئے اُس کے چھوڑنے میں مجھ کو بہت سا پس و پیش رہا۔ پر آخر کو میں نے یہہ مستحکم ارادہ کرلیا کہ میں بجائے چائے کے روٹی کے ایک ٹکڑے کو آگ میں سینک کر استعمال کرونگی اور یوں ایک اور چوانی ہر ہفتہ جمع ہوتی گئی۔

پہلے پہل تو یہہ نئی چائے مجھے بہت ہی بدمزہ معلوم ہوتی اور بالکل پسند نہ آتی لیکن رفتہ رفتہ اب اُسکی عادت ہوگئی اور اب میری رائے میں یہہ چائے سے بہت فائدہ بخش اور طاقتور ہی۔

ایک رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ بڑا پرانا ٹوٹا چائے دان اشرفیوں سے لبالب بھرا ہوا ہی۔ باقی آیندہ

لودیانہ

از ۱۸ تا ۲۴ ستمبر ۱۸۹۶ء

پیدائش۔ ہندو ۹۔ مسلمان ۲۸۔ کل ۳۷
اموات۔ ہندو ۱۲۔ مسلمان ۲۰۔ کل ۳۲

نتیجہ جنرل لیک میموریل سکرپچر پرائز

اگزامینیشنز بابت ۱۸۹۸ء

ذیل میں اُن کامیاب امتحان دینے والوں کے نام درج کئے جاتے ہیں جو اپنے اپنے درجہ میں انعام کے مستحق ہوئے ہیں۔

سینیئر مسیحی

مارک۔ سکاچ مشن سکول۔ ڈسکہ ...... اول
نوزا علیم الدین۔ الگزنڈرا ہائی سکول۔ امرتسر.. دوم
آر۔ بی۔ ڈابرٹس۔ سکاچ مشن سکول۔ ڈسکہ... سوم

سینیئر غیر مسیحی

گوری شنکر سینٹ سٹیفنز کالج۔ دہلی...... اول
رام سرن شرما۔ ایضاً .... دوم
عبداللہ خان۔ چرچ مشن سکول۔ سرینگر }
نارائنداس۔ فورمن کرسچن کالج۔ لاہور } ..... سوم

جونیئر مسیحی

اللہ رکھ۔ سکاچ مشن سکول۔ ڈسکہ...... اول
نظام الدین۔ ایضاً .... دوم
نظیر فتح مسیح۔ الگزنڈرا ہائی سکول۔ امرتسر.... سوم

جونیئر غیر مسیحی

کنہیا لعل۔ سکاچ مشن سکول۔ گجرات...... اول
احمد خاں۔ ایضاً ..... دوم
نور محمد۔ چرچ مشن سکول۔ نارووال...... سوم

المشتہر۔ ای۔ اے۔ کاسٹن۔ سکرٹری

پادری اے۔ ایچ۔ ویونگ صاحب۔ اڈیٹر و منیجر اخبار نورافشاں کے واسطے۔ امریکن مشن پریس لودیانہ میں [illegible] کے اہتمام سے چھپا۔